رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ واسع علیم ۰

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

Digtized by Khilafat Library

جلد ۵ | ۲۳ - فروری ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ | نمبر ۶۸

مدینۃ المسیح

۲۱ - تاریخ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ایک مقدمہ کے متعلق شہادت دینے کے لئے معہ چند احباب گورداسپور تشریف لے گئے۔ اور رات کو واپس تشریف لے آئے۔

میاں فضل قادر ولد شیخ نور احمد صاحب مختار حضرت صاحب کا نکاح سلیمہ بیگم کے ساتھ پانچسو روپیہ مہر پر اور میاں عبداللہ سنوری وارڈر ریسر کا نکاح میاں رحمت اللہ صاحب ولد میاں عبداللہ صاحب سنوری کی لڑکی امۃ اللہ سے تین سو روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

اخبار احمدیہ

قبولیت دعا

اخویم فیاض علی صاحب احمدی میرٹھ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کو میرٹھ سے لکھتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ ہوا میری لڑکی دیوانی ہوگئی تھی جس کے متعلق دو بڑے مشہور ڈاکٹروں نے بالاتفاق یہ رائے قائم کی تھی کہ اب یہ تندرست نہیں ہوسکتی۔ مریضہ کے سسرال والوں نے اسے ہمارے ہاں پہنچا دیا تھا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے استدعا کی تھی کہ حضور دعا کریں۔ کہ اسے اللہ تعالیٰ شفا دے۔ یا فوت ہوجاوے۔ تاکہ دکھ سے اس کی نجات ہوجائے۔ حضور نے اس کے جواب میں لکھا کہ موت کی دعا نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ صحت کی دعا کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ میں صحتیاب کرنے کی طاقت ہے میں انشاء اللہ دعا کرونگا۔ اس پر مجھے یقین ہوگیا کہ حضور نے اس کی صحت کے لئے دعا کی ہے۔ اور اب وہ تندرست ہوجائیگی۔ چنانچہ اب وہ صحتیاب ہوکر اپنے گھر آباد ہے۔ جب ڈاکٹروں کو بتایا گیا تو انھوں نے باور نہ کیا۔ آخر ان کو ماننا پڑا کہ یہ کسی دوا سے اچھی نہیں ہوئی۔ کسی اور ہی طاقت نے اسے اچھا کیا ہے۔

بصرہ کی خبر

برادر عبداللہ صاحب احمدی بصرہ سے لکھتے ہیں۔ کہ جب سے بصرہ میں آیا ہوں تبلیغ میں مصروف ہوں۔ ایک معزز شخص عمرالدین صاحب کو تبلیغ کی گئی۔ اور وفات مسیح قرآن مجید سے سمجھائی۔ اور وہ سمجھ گئے۔ اگر خدا نے توفیق دی

نظم

مقبرہ بہشتی کا نظارہ

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

(از جناب ذوالفقار علی خاں صاحب گوہرؔ)

بیہوشی کا عالم سا کیوں مجھپہ ہوا طاری
کیوں آپ ہی آپ آنسو آنکھوں سے ہوئے جاری

کیوں سینہ میں سوزش ہے کیوں دل ہے کا شانہ ہے
یہ کس نے گلا گھونٹا کیوں سانس ہوا بھاری

زندہ تو ہوں میں لیکن مردوں کی سی حالت ہے
میں خواب کہوں اس کو یا عالمِ بیداری

کیا دیکھ لیا میں نے گم عقل ہوئی جس سے
کیا چیز نظر آئی جو لے گئی ہوشیاری

زندوں میں اگر ہوتا میں یہ بھی سمجھ لیتا
یہ حسن کا جادو ہے۔ یہ حسن کی عیاری

چھوٹا سا ہے باغیچہ جس میں کھڑا ہوں میں
سناٹے کا عالم ہے ہر سمت یہاں طاری

اس بزم خموشاں میں کیا ذکر تکلم کا
بلبل ہے تو بے نالہ۔ قمری ہے تو بے زاری

ہر غنچہ ہے لب بستہ ہر پھول ہے دل خستہ
ہر شاخ کو ہے سکتہ ہر پیڑ میں خود داری

اس صحن قدسی کے آداب نرالے ہیں
معدوم یہاں خندہ ممنوع یہاں زاری

یہ رعب کا عالم ہے۔ یہ جذب کی حالت ہے
غرّاتی ہے یہاں آ کر ہستی کی ریاکاری

یک لخت ہوا غائب دنیا کا ہر اک سودا
کیا خواہش ہر عزت کیا سوزش ہر خواری

کچھ ڈھیر ہیں مٹی کے یہ جن کا کرشمہ ہے
جن کی یہ گرانباری ہے تاج سبکساری

چپ چاپ سے سناتے ہیں ماضی کے یہ افسانے
خاموش زبانی پر قربان ہے گفتاری

الواح کی تحریریں ہیں صدق کی تفسیریں
بچھڑوں کی ہیں تصویریں کیوں ہم کو نہ ہوں پیاری

ہیں سامنے آنکھوں کے مہتاب سے وہ چہرے
ہیں نور فشاں جن پہ اخلاص و وفاداری

اے بچھڑے ہوئے پیارو ٹھہرو کہ میں آتا ہوں
ہستی سے خفا ہوں میں جینے سے ہے بیزاری

افسوس کہ بے بس ہوں محبوس قفس ہوں میں
اڑنے کی نہیں طاقت زنداں سے کرے دل عاری

میں اڑ کے لپٹ جاتا۔ قدموں سے مسیحا کے
اے کاش قضا دیتی پروانۂ رہداری

پھولوں سے چنبیلی کے رو رو کے یہ کہتا ہوں
"اے گل بتو خرسندم۔ تو بوئے کسے داری"

اے قبر مسیحا کی گوہر ہو فدا تجھ پر
وہ بھی تھا مجھے پیارا تو بھی ہے مجھے پیاری

اے مرسل ربانی ہے وقت شفاعت کا
دم بھر کی مسافت ہے اور اس میں یہ دشواری

اے نفس کی بیباکی اے حتید ہوسنا کی
تا چند یہ قزاقی تا چند یہ مکاری

یارب مجھے طاقت دے احمد کی اطاعت کی
محمود کے صدقے میں کھو دے میری ناچاری

(آمین ثم آمین)

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آ کر بیعت کرتے ہیں ان کے نام محفوظ رکھے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ علاوہ بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنیوالوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی غفلت سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انھیں کا یہ نمبر شمار ہے۔

بابت ۱۵ جنوری ۱۹۱۸ء

نمبر	نام	مقام
۸۹	عبدالکریم صاحب	ہتیا پور
۹۰	محبوب شیر صاحب	"
۹۱	محمد عمر صاحب	"
۹۲	چندا صاحب	"
۹۳	حسن صاحب	"
۹۴	ہمزہ صاحب	"
۹۵	محمد عثمان صاحب	"
۹۶	عبدالوہاب صاحب	"
۹۷	عبدالرحمن صاحب	"
۹۸	غلام رسول صاحب	"
۹۹	عبدالرحمن صاحب	"
۱۰۰	محبوب صاحب	"
۱۰۱	ابراہیم صاحب	"
۱۰۲	عبداللہ صاحب	"
۱۰۳	احمد حسین صاحب	"
۱۰۴	رحمت اللہ صاحب	"
۱۰۵	محمد عمر صاحب	"
۱۰۶	اہلیہ ابوشمہ صاحب	"
۱۰۷	اہلیہ عبدالکریم صاحب	"
۱۰۸	عائشہ بی بی صاحبہ	"
۱۰۹	اہلیہ محبوب شیر صاحب	"
۱۱۰	عائشہ بی صاحبہ	"
۱۱۱	قاسم بی صاحبہ	"
۱۱۲	اہلیہ محبوب صاحب	"
۱۱۳	رسول بی صاحبہ	"
۱۱۴	حسین بی صاحبہ	"
۱۱۵	اہلیہ حمزہ صاحب	"
۱۱۶	قادر بی بی صاحبہ	"
۱۱۷	رابعہ بی صاحبہ	"
۱۱۸	اہلیہ چندا صاحب	"
۱۱۹	اللہ دتہ صاحب	گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۳ فروری ۱۹۱۸ء

ھو الناصر

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ

خواجہ حسن نظامی صاحب کی حق پوشی

جن لوگوں نے کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے چیلنج - اور ان کے جواب میں میری طرف سے جو مضامین شائع ہوتے رہے ہیں - ان کا مطالعہ کیا ہے - وہ اس بات سے ناواقف نہیں کہ خواجہ صاحب خود ہی ایک چیلنج دیکر اب اس سے بچنے کی کیسی سر توڑ اور ناجائز کوشش کر رہے ہیں - میں نے اپنے آخری مضمون میں اس خیال سے کہ خواجہ صاحب کو راہ گریز نہ باقی رہے - شرائط میں اور بھی نرمی کر دی تھی - اور لکھدیا تھا کہ خواجہ صاحب بجائے ایک ہزار کے پانچ سو آدمی اپنے ساتھ لے آدیں - اور بجائے پانچ ہزار روپیہ نقد دینے کے اس رقم کی ایک ہنڈوی کسی اپنے مرید سے دلوادیں - مگر معلوم ہوتا ہے - کہ خواجہ صاحب بہر حال اپنا پیچھا چھڑانے پر تُلے ہوئے ہیں - اور چاہتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو انھیں مباہلہ کا پیالہ نہ پینا پڑے - مگر اب چونکہ ان کے اختیار سے یہ بات نکل گئی ہے - وہ الٹے بہانوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں - اور خلاف بیانیوں سے دنیا کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں - مگر خدا تعالےٰ نے ان کی پردہ دری کے کچھ سامان ہی ایسے کر دیئے ہیں - کہ ان کا کوئی حیلہ بھی ان کی خواہش کے مطابق نتیجہ پیدا نہیں کرتا - انھوں نے اجمیر آنیکا چیلنج دیا - اور مباہلہ کی عجیب و غریب تشریح کی - اور بہت کچھ خلاف شرع باتیں لکھیں - جب ان کو اس طرف توجہ دلائی گئی - تو باقی امور کو تو نظر انداز ہی کر گئے - البتہ مباہلہ کے متعلق یہ لکھدیا کہ میں نے مباہلہ کا چیلنج ہی نہ دیا تھا - بلکہ میرے مضمون میں مباہلہ کا نام تک نہ تھا - اور جو شرائط پیش کی گئی تھیں - ان کی نسبت یہ لکھتے ہوئے - کہ وہ سب کی سب آپ کو منظور ہیں - اور بلا تاویل منظور ہیں - ان میں سے نہایت اہم شرائط کو توڑ ادیا - جب اس پر گرفت کی گئی - کہ اس دھوکہ دہی سے کیا مطلب ہے - تو جھٹ یہ لکھدیا کہ مباہلہ کی جو شرط آپ نے اپنے پہلے مضمون میں لگائی تھی - کہ اس کا نتیجہ فوراً نکلنا چاہیئے - وہ درست تھی اور شریعت کے عین مطابق تھی - اور یہ کہ جو شرائط میں نے مقرر کی ہیں - ان میں سے بعض شریعت کے خلاف ہیں - اس لئے اس وقت تک آپ مباہلہ نہیں کر سکتے جب تک ان شرائط کو مٹا یا نہ جاوے - اس پر جب بتایا گیا - کہ آپ تو پہلے خود اقرار کر چکے ہیں - کہ آپ نے فوری عذاب کی شرط ہی اس لئے لگائی تھی - کہ اس طریق مقابلہ کی حیثیت مباہلہ سے بالکل جداگانہ تھی - اور یہ کہ آپ خود لکھ چکے ہیں کہ آپ کو میری سب شرائط بلا تاویل منظور ہیں - بشرطیکہ میں آپ کی پیش کردہ ایک شرط منظور کروں - اور وہ میں منظور کر چکا ہوں - تو اب آپ کو کیا عذر ہو سکتا ہے - اور پھر مزید آسانی کے لئے لکھا گیا - کہ اگر آپ ان ضروری شرائط کو پورا نہیں کر سکتے - تو جیسا کہ میرے سب سے پہلے مضمون میں لکھا گیا تھا - آپ قادیان آجاویں - یا لاہور ہی میں مباہلہ کریں - اور بجائے ایک ہزار کے پانچ سو آدمی ساتھ لے آدیں اور روپیہ بھی نقد جمع نہ کروائیں - بلکہ ہنڈوی دلوادیں - تو اس پر اب انھوں نے اور رنگ بدلا ہے - اور ویش اخبار میں میرے اس مضمون کا جواب لکھتے ہوئے ایک اور چال چلے ہیں جس پر ان کی پہلی حرکات سے بھی زیادہ حیرت اور تعجب ہوتا ہے - کیونکہ آپ کا وہ مضمون بتاتا ہے - کہ خواجہ صاحب خدا ترسی سے بالکل کورے ہیں - اور بجائے خدا تعالےٰ کے بندوں کو اپنا معبود سمجھتے ہیں - تبھی تو ان کو خوش کرنے کے لئے بعض دفعہ حق کو بالکل ہی نظر انداز کر دیتے ہیں - اس مضمون کو شائع ہوئے پندرہ دن کے قریب ہو گئے ہیں - مگر بوجہ اس کے کہ آٹھ دس دن بیمار رہا - اس کا فوراً جواب نہیں لکھ سکا - اب اس کا جواب لکھتا ہوں - اور صداقت پسند طبائع سے امید رکھتا ہوں کہ وہ خواجہ صاحب کے اس طریق عمل کو - جو وہ میرے مقابلہ میں شروع سے اختیار کئے ہوئے ہیں - مد نظر رکھتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ کریں گی کہ اگر خواجہ صاحب کے اندر واقع میں کوئی ایسی باطنی طاقت ہوتی جس کے وہ مدعی ہیں - اور ان کو وہی قائم مقامی مسلمانان ہند کا درجہ حاصل ہوتا جس کے وہ دعویدار ہیں - تو کیا وہ یہی رنگ اختیار کرتے - اور اسی طرح حق پوشی اور خدا فراموشی سے کام لیتے -

خواجہ صاحب کے تازہ جواب کا سب سے پہلا فقرہ ہی کئی غلط بیانیوں پر مشتمل ہے - وہ لکھتے ہیں - کہ وہ جناب مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اجمیر شریف میں میرے ساتھ مباہلہ منظور نہ کیا - اور کہا کہ وہاں تمھارے فرقہ والے زیادہ ہیں - مجھے ان سے ڈر لگتا ہے - لاہور میں آجاؤ - میں وہاں مباہلہ کرونگا - میں نے اس کو قبول کر لیا - تو مرزا صاحب فرماتے ہیں "قادیان آجاؤ - لاہور میں جانے سے میرا حرج زیادہ ہوگا - عجب سراسیمگی مزاج ہے" (مہاتما گاندھی؟) میں ہے اخبار ویش

اس عبارت میں مندرجہ ذیل امور بیان کئے گئے ہیں -

۱ - میں نے اجمیر میں مباہلہ منظور نہیں کیا -

۲ - میں نے کہا آپ لاہور آجاویں - اور وہاں مباہلہ کر لیں - اور آپ نے منظور کر لیا -

۳ - جب آپ نے یہ منظور کر لیا - تو میں نے وہاں آنے سے بھی انکار کر دیا - اور

قادیان آنے کی دعوت دیدی۔

مگر جیسا ان لوگوں پر جنہوں نے طرفین کے مضامین پڑھے ہیں۔ ظاہر ہے تینوں باتیں بالکل خلاف واقعہ ہیں۔ اور گو خواجہ صاحب سراسیگی کا الزام تو مجھ پر لگاتے ہیں۔ مگر اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود ان کی سراسیگی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ دعوےٰ تو رسولوں سے بھی زیادہ اور ایمانی حالت ایسی کمزور ہے۔ کہ روز روشن میں خلاف واقعہ امور کے بیان سے ایک ذرہ بھر بھی پرہیز نہیں۔ ان کے تینوں بیانوں کی تردید کے لئے۔ خود ان ہی کے مضامین کافی ہیں۔

خواجہ صاحب اپنے اس مضمون میں لکھتے ہیں۔ کہ اجمیر میں مباہلہ میں نے منظور نہ کیا۔ حالانکہ وہ پہلے خود لکھ چکے ہیں کہ " اصل میں میں نے مباہلہ کی حیثیت سے ان کو چیلنج نہ دیا تھا۔ نہ مباہلہ کا نام اس مضمون میں تھا۔ جو اس مسئلہ پر نظام المشائخ محرم نمبر میں شائع ہوا گو دیش ۲۷ - دسمبر ۱۹۱۷ء - پس جب آپ نے مباہلہ کا چیلنج ہی کوئی نہ دیا تھا۔ تو پھر اجمیر میں مباہلہ کے نامنظور کر دینے کے معنے ہی کیا ہوئے۔ اجمیر میں تو آپ نے ایک نو ایجاد طریق فیصلہ کے لئے مجھے بلایا تھا؟ اور میں نے آپ کی اس ایجاد کی غلطیوں پر آپ کو آگاہ کرتے ہوئے مباہلہ کے صحیح طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور چونکہ لاہور طرفین کے لئے درمیانی مقام تھا اسے اس امر کے لئے تجویز کیا تھا۔ پھر آپ کس وجہ سے یہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اجمیر کے مباہلہ کو میں نے نامنظور کر دیا۔ جیسا کہ آپ خود تسلیم کر چکے ہیں۔ آپ نے اجمیر میں فیصلہ کی دعوت بطریق مباہلہ دی ہی نہ تھی۔ تو جب وہاں آپ کی طرف سے دعوت مباہلہ تھی ہی نہیں۔ تو اسے نامنظور کس طرح کیا جا سکتا تھا۔ اجمیر میں آپ کے خود ساختہ طریق فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرنے سے انکار کیا گیا تھا۔ اور پھر ایک نئی تجویز مطابق

دوسری بات آپ نے یہ لکھی ہے کہ جب میں نے لاہور کا مقام مباہلہ کے لئے تجویز کیا۔ تو آپ نے اسے بھی منظور کر لیا۔ مگر اس میں بھی راستبازی سے کام نہیں لیا۔ کیونکہ صرف لاہور کے مقام کا تو سوال نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ کچھ اور شرائط بھی تھیں۔ کیا ان کو بھی آپ نے منظور کر لیا تھا۔ جبکہ آپ نے ان شرائط کو منظور نہ کیا تھا۔ تو اب ایسی عبارت لکھنی جس سے یہ سمجھا جاوے کہ گویا میں نے صرف آپ کو یہ لکھا تھا۔ کہ آپ لاہور میں مباہلہ کر لیں۔ اور آپ نے اسے منظور کر لیا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ ان شرائط کو رد کر کے تو اگر آپ بٹالہ میں آنا منظور کر لیں۔ تو بھی آپ کا ماننا ماننا نہیں کہلا سکتا۔ کیا اگر کوئی سپہ سالار دوسرے سپہ سالار سے کہے۔ کہ فلاں مقام پر ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہو جاوے۔ اور دوسرا اس شرط پر اسے منظور کرے۔ کہ تم مقابلہ کے وقت بھاگ جانا۔ یا ایسی ہی کوئی اور بے ہودہ بات کہدے تو کیا اس کی نسبت کہا جائیگا۔ کہ اس نے تو اس مقام پر بھی مقابلہ مان لیا تھا مگر فریق ثانی نے گریز کیا۔ میں نے یہی تو نہ کہا تھا کہ لاہور مباہلہ ہو۔ بلکہ لاہور میں مباہلہ ہونے کی صورت میں کچھ شرائط لگائی تھیں۔ اور لکھا تھا کہ اگر یہ شرائط آپ کو منظور ہوں تو لاہور میں مباہلہ ہو سکتا ہے۔ مگر کیا آپ نے ان کو منظور کیا جواب اس بات کے

مدعی بنتے ہیں۔ کہ آپ نے لاہور میں مباہلہ کرنا منظور کر لیا تھا۔ سنئے آپ خود اپنے ہاتھ کاٹ چکے ہیں۔ کیونکہ آپ صاف طور پر اپنے مضمون مندرجہ خطیب ۱۴ - جنوری ۱۹۱۸ء میں لکھتے ہیں کہ :- " حاصل مدعا یہ ہے کہ ایک ہزار آدمی کے ساتھ لانے اور پانچ ہزار روپے جمع کرنے کی شرطوں کو یا تو موقوف کر دیجئے۔ یا میری سابقہ ترمیم کے موافق رکھئے۔ میں لاہور میں آنے۔ اور مباہلہ کرنے کو بالکل آمادہ ہوں " یہ عبارت اپنا مضمون خود واضح کر رہی ہے۔ اس میں آپ صاف طور پر لکھتے ہیں۔ کہ جب تک فلاں فلاں دو شرطیں موقوف نہ کر دی جاویں۔ آپ کو لاہور میں مباہلہ منظور نہیں۔ مگر آپ کا یہ لکھنا کہ آپ نے میرے کہنے کے مطابق لاہور میں بھی مباہلہ کرنا منظور کر لیا تھا۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ لاہور آنے کا خالی اقرار تو آپ کے لئے مباہلہ سے روک نہ تھا۔ بلکہ وہ طریق اختیار کرنا جس سے مباہلہ کا اثر وسیع ہو۔ اور دھوکے کا کوئی احتمال نہ رہے۔ آپ کے منشاء کو پورا نہ ہونے دیتا تھا۔ پس ان شرائط کو مٹا دینے کی صورت میں لاہور آنے پر آمادگی ظاہر کرنا واقع میں آمادگی نہیں۔ اور اس قسم کی آمادگی کے بعد یہ اعلان کرنا کہ میں نے لکھا تھا کہ آپ لاہور آ کر مباہلہ کر لیں۔ اور آپ نے اسے منظور کر لیا۔ ایسی خلاف بیانی ہے جس کی کوئی بھی توجیہ نہیں ہو سکتی۔ اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔

تیسری بات آپ نے یہ لکھی ہے۔ کہ جب آپ نے لاہور آنا بھی منظور کر لیا۔ تو میں نے لکھدیا کہ میں لاہور نہیں آ سکتا۔ آپ قادیان آجاویں۔ یہ امر بھی خود آپ کی تحریرات سے باطل ہے۔ کیونکہ آپ کی اس عبارت کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب آپ نے لاہور آنا منظور کر لیا۔ تب میں نے یہ عذر پیش کر دیا۔ کہ میں لاہور بوجہ خرچ کے نہیں آ سکتا۔ آپ قادیان آجاویں۔ حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ نہ میں نے لاہور آنے سے انکار کیا۔ اور نہ آپ کے لاہور آنے پر آمادگی ظاہر کرنے پر قادیان کا بلاوا دیا۔ میں نے اپنے سب سے پہلے مضمون میں ہی یہ بات صاف طور پر لکھدی تھی کہ فلاں فلاں شرائط کے پورا کرنے پر جو اس بات کے لئے ضروری ہیں۔ کہ جو تکلیف سفر برداشت کی جاوے اس کے مطابق فائدہ بھی ہو۔ لاہور آ کر مباہلہ کر سکتا ہوں ورنہ نہیں۔ اور اگر آپ ان شرائط کو پورا نہ کر سکیں۔ تو آپ قادیان آجاویں۔ چنانچہ آپ نے بھی اپنے جواب میں جو خطیب ۲۷ - دسمبر ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا ہے۔ مانا ہے کہ میں نے آپ کو قادیان بلوایا ہے۔ اور آپ اس کے لئے تیار ہیں۔ پس اب آپ کا یہ لکھنا کہ آپ نے جب لاہور آنا مان لیا تو میں نے لاہور آنے سے بھی انکار کر دیا ایک صریح غلط بیانی اور دھوکا دہی نہیں تو اور کیا ہے۔ دشمنی اور عداوت اور شے ہے۔ اور حق و صداقت کا پاس اور۔ مانا کہ آپ کو بعض اسباب سے ہماری جماعت سے عداوت کے اظہار کی ضرورت پیش آئی ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ آپ ان ابتدائی اصول کو بھی نظر انداز کر دیں۔ جو ہر مذہب و ملت کے شرفا کے مد نظر رہتے ہیں۔

آپ بتائیں تو سہی اگر آپ کے لاہور آنے پر آمادگی ظاہر کرنے پر میں نے لاہور آنے سے انکار کرکے آپ کو قادیان آنے کی دعوت دی تھی تو پھر آپ نے اپنے مضمون مندرجہ خطیب ۲۷ - دسمبر میں یہ کیونکر لکھدیا کہ میں نے آپ کو قادیان آنے کی دعوت دی ہے۔ اور آپ اسے منظور کرتے ہیں۔ کیا میری تحریر کے بغیر ہی آپ نے قادیان آنے کی دعوت کو منظور کر لیا تھا۔ میرے جس مضمون کا جواب اب آپ نے لکھا ہے اس میں بھی صاف طور پر یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ "کیا میں یہ نہیں لکھ چکا کہ آپ قادیان آجاویں۔ تو نہیں آپ سے ہزار آدمیوں کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اور نہ پانچ ہزار روپیہ حرجانہ کے طور پر کسی کے پاس جمع کروانے کو کہتا ہوں" (الفضل ۱۹ جنوری)

پس باوجود ان صریح واقعات کے آپ کا یہ لکھنا کہ آپ نے جب لاہور آنا منظور کر لیا۔ تو میں نے لاہور کی بجائے قادیان آنے کی دعوت دی۔ کس تقویٰ کی بنا پر ہے۔ میں نے تو اپنے سب سے پہلے مضمون میں ہی لکھدیا تھا۔ کہ اگر آپ ان شرائط سے جو اس میں مذکور ہیں مباہلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔ تو پھر قادیان آجاویں۔ اور آپ نے اس کے جواب میں اس امر کا ذکر بھی اپنے مضمون میں کیا تھا۔ اور اب بھی میں نے دوبارہ یہی بات لکھی تھی۔ کہ اگر ان شرائط کو آپ منظور نہ کریں۔ تو پھر قادیان آجاویں۔ یہ بھی آپ کی خلاف بیانی ہے۔ کہ میں نے لاہور آنے سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ جن شرائط کے ساتھ میں نے لاہور آنے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ ان کے ساتھ تو میں نے اب بھی آمادگی ہی ظاہر کی ہے۔ بلکہ میں نے آخری مضمون میں جس کا یہ جواب آپ نے شائع کرایا ہے۔ شرائط کو اور بھی نرم کر دیا تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ ایک ہزار آدمی کی بجائے آپ پانچسو آدمی ہی ساتھ لیتے آویں۔ اور پانچ ہزار روپیہ نقد جمع کروانے کی بجائے کسی اپنے مرید سے اس قدر رقم کی ہنڈوی ہی لکھوا دیں۔ تو میں لاہور آنے کے لئے تیار ہوں۔ پس اس مضمون کی موجودگی میں آپ کا یہ لکھنا کہ میں نے لاہور آنے سے انکار کر دیا ہے۔ صریح جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ اس قدر خلاف بیانی کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کا ذرہ بھی خوف دل میں نہیں لاتے۔ اور یہ بھی نہیں سوچتے۔ کہ جن لوگوں کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں بندھی ہوئی۔ وہ میری نسبت کیا خیال کریں گے۔ مجھے تو آپ کی ان حرکات کو دیکھ کر بھی لطف ہی آتا ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی میری آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے جس میں آپ نے مہدی معہود کے زمانہ میں مسلمانوں کے لیڈروں۔ اور رہنماؤں کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے۔ کیونکہ آپ کا رویہ بتا رہا ہے۔ کہ اگر کسی جماعت کو کبھی بھی۔ کسی نبی کی ضرورت ہوئی ہے۔ تو اس وقت مسلمانوں کو ایک نبی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس وقت ان میں بڑے کہلانے والے آپ کی طرح کے لوگ ہیں۔

خواجہ صاحب اس تمہید کے بعد میرے مضمون کے جواب میں مفصلہ ذیل امور تحریر کرتے ہیں :-

(۱) آپ قادیان آکر ہی مباہلہ کریں گے۔ اور ایک ہزار آدمی بھی ساتھ لاویں گے

(۲) میں نئی نئی قیدیں بیشک بڑھاتا جاؤں۔ آپ پیچھے نہ ہٹیں گے۔ جب تک میں کواڑ بند نہ ہو جاؤں۔

(۳) کل دنیا میں اٹھارہ ہزار آدمی احمدی ہیں اور اہل قادیان کا یہ سراسر جھوٹا دعویٰ ہے کہ ان کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔ سرکاری مردم شماری کی رو سے سارے ہندوستان میں کل اٹھارہ ہزار ہیں۔ اور ان ۱۸ ہزار میں سے بھی ایک معقول تعداد مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو گئی ہے۔ اور لاہور میں اپنا خیمہ لگا لیا ہے۔ اس لحاظ سے موجودہ خلیفہ قادیان کے ہمراہ گنتی کے چند آدمی رہ گئے ہیں۔

(۴) آپ مطالبہ کرتے ہیں کہ میں اس پانچ لاکھ آدمیوں میں سے صرف بیس ہزار کے دستخط اور پتہ معہ ان کے اس اقرار کے کہ اگر حسن نظامی صاحب کے مقابلہ میں میں فوت ہو گیا۔ تو وہ حضرت مسیح موعود سے منحرف ہو کر توبہ کر لیں گے۔ ان کی طرف سے مقرر کردہ چند آدمیوں کو بھیجدوں۔ تا معلوم ہو کہ کیا اس قدر آدمی بھی میرے ساتھ ہیں۔ اس صورت میں آپ قادیان آکر مباہلہ کرنا منظور کرتے ہیں۔

یہ شرط بڑھانے کی ضرورت یوں پیش آئی۔ کہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ محمودی جماعت کی تعداد بہت قلیل ہے۔ اور اس کو مرزا صاحب کی نبوت پر بالکل یقین نہیں۔ اور انہوں نے جھوٹ مشہور کر رکھا ہے۔ کہ پانچ لاکھ آدمی ان کے ساتھ ہیں۔

(۵)۔ اگر میں ۲۰ ہزار دستخط اور پتے مہیا نہ کر سکوں۔ اور خواجہ صاحب کا دعویٰ ہے کہ قیامت تک ایسا نہ ہو سکیگا۔ کیونکہ میری جماعت کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں۔ تو پھر خواجہ صاحب قادیان نہ آویں گے۔ بلکہ مجھے دہلی آنے کی دعوت دیں گے۔

(۶)۔ اگر اس آسان فیصلہ کے بعد پھر کوئی نیا شاخسانہ تاویلات کا میں نے نکالا۔ تو خواجہ صاحب سمجھ لیں گے کہ میں مباہلہ کرتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ اور خواجہ صاحب خاموش ہو جاویں گے۔ اور تحریرات کا سلسلہ ختم کر دیا جاویگا۔

اب میں نمبروار ان تمام امور کا جواب دیتا ہوں۔

"خواجہ صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ آپ قادیان آکر مباہلہ کریں گے۔ اور ایک ہزار آدمی بھی ساتھ لاویں گے۔ اور پانچہزار روپیہ بھی لاویں گے۔ اس کے متعلق میں یہ تحریر کرنی چاہتا ہوں۔ کہ اگر آپ اس امر کے لئے تیار ہیں۔ تو پھر اس قدر دردسری اور مضمون نویسی کا فائدہ ہی کیا ہے۔ باقی شرائط تو آپ منظور ہی کر چکے ہیں۔ اگر آپ کو اعتراض تھا۔ تو ایک ہزار آدمی کے ساتھ لانے پر اور ۵ ہزار روپیہ بطور ضمانت جمع کروانے پر۔ چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ اپنے مضمون مندرجہ خطیب ۱۴ جنوری میں لکھ چکے ہیں۔ کہ "حاصل مدعا یہ ہے۔ کہ ایک ہزار آدمی کے ساتھ لانے اور پانچہزار روپیہ جمع کرنے کی شرطوں کو یا تو موقوف کر دیجئے۔ یا میری سابقہ ترمیم کے موافق رکھئے۔ میں لاہور میں آنے اور مباہلہ کرنے کو بالکل آمادہ ہوں"

پس جب یہ شرائط آپ کو منظور ہیں۔ تو پھر دیر ہی کیا ہے۔ آپ روپیہ ہمراہ لا سکتے ہیں۔ تو چند دن کے لئے کسی امین آدمی کے سپرد بھی کر سکتے ہیں۔ اور جب ایک ہزار آدمی کے ساتھ آپ قادیان آکر مباہلہ کر سکتے ہیں۔ تو پھر لاہور آنا آپ کے لئے کچھ مشکل ہی نہیں۔ پس اگر یہ فقرات آپ نے نیک نیتی سے لکھے ہیں اور ان کے اندر کوئی مکر و خدیعہ نہیں۔ تو اس مضمون نویسی کو ترک کیجئے اور تاریخ و امین وغیرہ کی تعیین کی طرف توجہ کیجئے۔ لیکن جہانتک میں سمجھتا ہوں۔ یہ فقرہ بھی آپ نے صرف لوگوں کو اُلّو بنانے کے لئے چست کیا ہے۔ کیونکہ آپ کو گو بھول گیا ہو مگر مجھے آپ کی یہ تحریر یاد ہے کہ "میاں صاحب کو خیال ہے۔ اور سچا خیال ہے کہ حسن نظامی پانچ ہزار روپیہ یکمشت جمع نہیں کر سکتا" خطیب ۳۰۔ دسمبر

اسی طرح آپ ایڈیٹر اہل حدیث کا مضمون جس میں اس نے نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچیگی۔ کی مثال دیکر اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ آپ ان شرائط کو پورا نہ کر سکیں گے۔ نقل کر کے اس کی تائید کر چکے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ ان دونوں شرائط کے پورا کرنے سے اظہار عجز کر چکے ہیں۔ (گو ہمارے نزدیک یہ اظہار عجز درست نہیں) پس اس اظہار عجز کے بعد آپ کا یہ کہنا کہ آپ دونوں شرطوں کو پورا کر کے قادیان آنے کے لئے طیار ہیں۔ بشرطیکہ میں فلاں شرط آپ کی منظور کر لوں۔ کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ یہ آپ کا اقرار محض دھوکا ہے۔ خصوصًا جب کہ آپ خود ہی اس شرط کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "اگر وہ بیس ہزار دستخط اور پتے مہیا نہ کر سکے اور میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک نہیں کر سکتے...... تو...... محمود احمد صاحب کو دہلی میں دعوت دونگا" تو یہ امر اور بھی روشن ہو جاتا ہے۔ کہ آپ کا یہ دعویٰ کرنا کہ آپ قادیان ایک ہزار آدمی سمیت مباہلہ کے لئے آویں گے۔ اور پانچ ہزار روپیہ ساتھ لاویں گے۔ صرف لوگوں کو اندھیرے میں رکھنے کے لئے۔ اور اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے ہے۔ ورنہ جب بقول آپ کے یہ کام آپ کے لئے ناممکن ہے۔ ایسا ہی ناممکن جیسا کہ رادھا کے لئے نو من تیل کا ملنا۔ تو اب آپ ان دونوں شرطوں کو پورا کس طرح کر دیں گے۔ اگر آپ نے پہلے کسی مصلحت سے ان شروط کے پورا کرنے سے انکار کیا تھا تو اب فیصلہ کی راہ نکالیں۔ اور جیسا کہ میں نے شرائط میں نرمی کر دی ہے۔ صرف پانچسو آدمی اپنے ساتھ لا کر مباہلہ کر لیں۔ اور ۵ ہزار روپیہ نقد جمع کرانے کی بجائے صرف ہنڈوی ضمانتًا رکھوا دیں۔ اور ایسا ہی میں بھی کرونگا۔ لیکن آپ اس پر آمادگی کا اظہار کر کے پھر بھی اگر لاہور آنے سے عذر کریں۔ تو یہ اس بات کی علامت ہوگی۔ کہ آپ نے یہ دعویٰ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کیا ہے

دوسری بات جو آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نئی نئی شرطیں لگاتا ہوں۔ اس کا انصاف بھی ہر وہ شخص کر سکتا ہے جس نے آپکے اور میرے مضامین پڑھے ہیں اس وقت تک طرفین کی طرف سے اس مضمون کو شامل کر کے چار چار مضامین نکل چکے ہیں۔ پہلا مضمون آپ کا تھا جس میں آپ نے ایک عجیب فوائچا طریق فیصلہ سے فیصلہ کرنا چاہا تھا۔ میں نے اس کے جواب میں آپ کو آپ کی غلطی پر آگاہ کرتے ہوئے آپ کو مباہلہ کی طرف جو مطابق شریعت ہے۔ متوجہ کیا۔ اور اس کے مفید بنانے کے لئے چند شرائط پیش کیں۔ آپ نے اس کے جواب میں لکھا کہ مجھے سب شرائط بلا تاویل منظور ہیں۔ خواہ ٹیڑھی ہوں۔ خواہ سیدھی۔ اور ایک شرط پیش کی کہ میں بھی اس شرط کو قبول کروں۔ میں نے اسے منظور کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے لکھا کہ جب تک میں ایک ہزار آدمی ساتھ لانے کی شرط اور پانچ ہزار روپیہ جمع کرنے کی شرط نہ مٹاؤں۔ آپ مباہلہ نہیں کر سکتے۔ اس کے جواب میں میں نے لکھا کہ آپ جب خود لکھ چکے ہیں۔ کہ خواہ ٹیڑھی شرائط ہوں یا سیدھی۔ آپنے بلا تاویل میری سب کی سب تیرہ کی تیرہ شرائط کو منظور کر لیا ہے۔ (گو پیچ در پیچ عبارات سے آپ نے ان میں ترمیم بھی کرانی چاہی تھی۔) تو اب اس انکار کے کیا معنی ہوئے۔ تو آپ اس کے جواب میں۔ ان شرائط کے ماتحت لاہور میں مباہلہ کا تو ذکر ہی جانے دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ اگر میں بیس ہزار احمدیوں کے دستخط کرا دوں تو آپ قادیان آکر مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ نہیں۔ تو اب بتائیے کہ شرائط آپ کی طرف سے بڑھائی گئیں۔ یا میری طرف سے۔ میں نے تو شروع سے آخر تک شرائط کو نرم ہی کیا ہے۔ نہ کہ شرائط بڑھائی ہیں۔ ہاں آپ نے جو شرط بڑھائی۔ اس کے مطابق آپ سے بھی مطالبہ کیا۔ کہ آپ بھی اس کو پورا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ میں نے جو شرائط نرم کی ہیں۔ تو اس کا نام آپ نے قیود بڑھانا رکھ لیا ہے۔ مگر ایسا کرنا آپ ہی کا کام ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ایک قید بھی بتا دیں کہ جو ایسی میں نے بڑھائی ہو۔ اگر آپ ایسا کر دیں تو ایک ایک قید جو آپ میری بڑھائی ہوئی ثابت کر دیں۔ اس پر آپ کو ایک ایک سو روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔ ہاں جب آپ نے ان شرائط کے قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ جن سے مباہلہ مفید اور وسیع الاثر بن سکتا تھا۔ تو میں نے ان شرائط کی بجائے آپ سے نرمی کرنے کے لئے۔ اور وہ بھی آپ ہی کے دعوے کے مطابق۔ کہ آپ سات کروڑ مسلمانوں کے قائم مقام ہیں۔ آپ کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اگر آپ ان شرائط کو پورا نہیں کر سکتے۔ تو بڑے بڑے علماء و مشائخ سے (جن کی تعداد سو سے زیادہ نہ ہوگی) لکھوا دیں کہ آپ کی ہلاکت ان پر حجت ہوگی۔ پھر بغیر ان دو شرائط کے میں آپ سے مباہلہ کر لونگا۔ اور پھر جب اس شرط کے پورا کرنے سے بھی آپ معذور ثابت ہوئے۔ تو میں نے اصل شرط میں اس قدر کمی کر دی کہ بجائے ایکہزار آدمی کے پانچسو آدمی ساتھ شامل کریں اور بجائے ضمانت نقد جمع کروانے کے آپ ہنڈوی دلا دیں۔ کیا اس کا نام کوئی عقلمند شخص نئی نئی قیود اور پابندیاں بڑھانا رکھ سکتا ہے۔ کیا اگر کوئی مجسٹریٹ کسی شخص کو ایک ہزار روپیہ کا مچلکہ دینے کی بجائے پانچسو روپیہ کا مچلکہ دینے کے لئے کہے۔ تو کہا جائیگا کہ مجسٹریٹ اس شخص کی آزادی میں روک ڈالنے کے لئے "نئی نئی قیود اور پابندیاں" بڑھا رہا ہے۔ یہ آپ ہی کا علم ہے۔ کہ جس کے مطابق شرائط نرم کرنے کا نام قیود کا بڑھانا رکھا جاتا ہے۔

تیسری بات جو آپ نے لکھی ہے کہ ساری دنیا میں کل ۱۸ ہزار احمدی ہیں۔

کیونکہ سرکاری مردم شماری کی رو سے ہندوستان میں کل ۱۸ ہزار احمدی ہیں۔ اور ان میں سے بھی ایک معقول تعداد علیحدہ ہو گئی ہے۔ اور اس وقت میرے ساتھ چند گنتی کے آدمی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی تحریر ہی آپ کی بات کو رد کر رہی ہے۔ اور آپ کی عبارت بتا رہی ہے کہ آپ کس قدر سراسیمہ ہو رہے ہیں۔ ایک طرف تو آپ لکھتے ہیں کہ کل دنیا میں احمدی جماعت کی تعداد ۱۸ ہزار ہے۔ اور دوسری طرف اس کے ثبوت میں یہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ سرکاری مردم شماری کی رو سے کل ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد کل ۱۸ ہزار ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس علوم و فنون کی ترقی کے زمانہ میں آپ نے ہندوستان کا نام دنیا کیونکر سمجھ لیا۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں ہندوستان میں یہ عام خیال پھیلا ہوا تھا کہ ہندوستان ہی سب دنیا ہے۔ اور اس سے باہر انسانوں کی آبادی نہیں۔ بلکہ جنات وغیرہ بستے ہیں۔ شاید اسی خیال کے لوگوں کا بقیہ آپ ہیں کہ ہندوستان کے باہر آپ کو دنیا نظر نہیں آتی۔ اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ نبی عربی فداہ ابی و امی کی تلقین کے خلاف آپ فیصلہ کے نئے طریق ایجاد کرتے ہیں۔ اور ماں سے دودھ اور بیوی سے مہر بخشوانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب سنئے کہ اب وہ جہالت کا زمانہ گذر گیا ہے۔ اور علم اور ترقی کا زمانہ ہے۔ اب اس قسم کے خیالات کا اظہار جگ ہنسائی کا موجب۔ اور رسوائی کا باعث ہوتا ہے۔ اگر یہ بات درست بھی ہے۔ کہ ہندوستان میں ۱۸ ہزار احمدی ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کل دنیا میں بھی ۱۸ ہزار ہی احمدی ہیں۔ ہندوستان کے باہر بھی اب دنیا آباد ہے۔ اور وہاں بھی تھوڑے یا بہت احمدی موجود ہیں۔ افغانستان۔ عرب۔ ایسٹ افریقہ۔ یوگنڈا۔ نٹال۔ نائیجیریا۔ سیرالیون۔ نیو گائنا۔ امریکہ۔ جنوبی و شمالی آسٹریلیا۔ چائنا۔ سٹریٹس سیٹلمنٹس۔ مالٹا۔ انگلستان۔ ماریشس۔ سیلون۔ شام۔ ان سب ممالک میں احمدی ہیں۔ اور بعض اور ممالک میں ان دنوں بوجہ جنگ کے احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ جیسے ایران۔ عراق۔ یونان۔ فرانس۔ جرمن۔ افریقہ وغیرہا۔ اور سیلون۔ اور ماریشس میں تو انگریزی اور تامل اور فرانسیسی اور انگریزی میں وہاں کی جماعتوں کی طرف سے اخبار بھی شائع ہوتے ہیں۔ اور یہ جماعتیں میری مرید ہیں۔ نہ مرکز لاہور کی متعلقین۔ پس آپ کا ہندوستان کی مردم شماری سے کل دنیا کے احمدیوں کی تعداد پر استدلال کرنا ایک انوکھی منطق ہے۔ جو آپ ہی کا حصہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ جس رپورٹ مردم شماری پر آپ اس قدر خوش ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا ہوا موجود ہے۔ کہ احمدیوں کی نسبت مردم شماری کی رپورٹ غلط ہے۔ آپ کی توجہ اس طرف کیوں نہ گئی۔ اگر جاتی تو کیونکر۔ آپ نے کوئی آنکھوں دیکھی بات تو لکھی نہیں۔ صرف سنی سنائی بات لکھدی ہے۔ اسی طرح ہمارے سب سے زیادہ سخت دشمن مشنریوں نے بھی اپنے لٹریچر میں صاف الفاظ میں لکھا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے متعلق مردم شماری کی رپورٹ نادرست ہے۔ (دیکھو رسالہ مسلم ورلڈ) پھر ساتھ ہی آپ کو یہ بھی یاد رہے کہ آجتک مسلمانوں کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمان دنیا بھر میں کم سے کم ۴۰ کروڑ ہیں۔ اور سرکاری مردم شماریاں مسلمانوں کی تعداد اٹھارہ کروڑ بتاتی ہیں)۔ اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ اور ہماری جماعت کی تعداد کے متعلق تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں خود رپورٹ ہی شاہد ہے۔ کہ اس میں غلطی ہوئی ہے۔ چنانچہ یو پی کے افسر مردم شماری نے احمدیہ جماعت پر نوٹ لکھتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ہماری رپورٹ میں سارے صوبہ میں صرف ایک احمدی لکھا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے احمدیوں کی یہاں بہت جماعت ہے۔ اور میں ذاتی واقفیت کی بنا پر اس شمار کو غلط سمجھتا ہوں۔ اس سے آپ اس اٹھارہ ہزار کی رپورٹ کی حقیقت معلوم کر سکتے ہیں۔

باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ ایک معقول تعداد مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ ملکر علیحدہ ہو گئی ہے۔ یہ ایک بیہودہ بات ہے۔ آپ کی یہ بات من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو کے مقولہ کے مطابق ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے آپ کی نسبت یہ لکھ دیا تھا کہ آپ کے مریدوں کی تعداد اس قدر ہے کہ میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھی آپ نے بھی ایک معقول تعداد ان کی طرف منسوب کر دی۔ اگر چونکہ ان کو آپ کی ستائش کر کے سخت زک اٹھانی پڑی تھی۔ اور آپ ہی کی زبان سے دبی زبان میں اس امر کا انکار سننا پڑا تھا۔ اس لئے آپ نے زیادہ احتیاط کر کے معقول تعداد کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ تاکہ جیسا موقعہ ہو ان الفاظ کے معنے کر لئے جاویں۔ کیونکہ معقول تعداد سے تو ایک دو ہزار آدمی بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ اور اسی قدر تعداد ان لوگوں کی ہے۔ حالانکہ دو ہزار آدمی سے زیادہ یہ لوگ نہیں ہیں۔ اور اس قدر تعداد میرے مریدوں کی صرف قادیان اور اس کے چند متعلقہ دیہات میں موجود ہے۔

چوتھی بات آپ نے یہ لکھی ہے کہ ان پانچ لاکھ آدمیوں میں سے صرف ۲۰ ہزار آدمی کے دستخط اور پتے اگر میں بھجوا دوں تو آپ میرے ساتھ قادیان آکر مباہلہ کر سکتے ہیں۔ اور یہ شرط بڑھانے کی آپ کو اس لئے ضرورت پیش آئی ہے۔ کہ ہم لوگوں نے جھوٹ مشہور کر رکھا ہے۔ کہ احمدی پانچ لاکھ ہیں۔ حالانکہ محمودی جماعت کی تعداد بہت قلیل ہے" میں خواجہ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ مباہلہ کے متعلق یہ سوال کب پیش ہوا تھا۔ کہ مباہلہ اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ میرے متبعین کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔ اور اس امر کا مباہلہ سے کیا تعلق ہے۔ اب آپ یہ شرط لگانے بیٹھے ہیں۔ کیا آپ کو یاد نہیں رہا کہ آپ پہلے جماعت احمدیہ کی اہمیت کو قبول کر چکے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن سے یہ بات اتر گئی ہے۔ تو سنئے کہ آپ نظام المشائخ میں لکھ چکے ہیں کہ "دیکھو بہت آسان بحث ہے۔ بہت جلدی ہندوستان کی ایک مصیبت ختم ہو جائیگی۔ جو تمہارے وجود سے پیدا ہو گئی ہے" ہماری [illegible] اہمیت کا اقرار جو نظام المشائخ میں آپ کر چکے ہیں۔ اگر وہ آپ کو یاد نہیں رہا تو کم سے کم آپ کو یہ فقرے تو یاد ہونگے۔ جو آپ

نے ابھی چند دن ہوئے لکھے ہیں۔ کہ "اہل قادیان سے میری خانہ جنگی نہیں بلکہ جہانہ جنگی ہے۔ سارے جہان کو جس قوت مرہبیہ و فنائیہ کا خوف لگا ہوا ہے میں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ پروشیا کے قوائے حربیہ کا خاتمہ ہو جائیگا تو دنیا کو امن نہیں ملیگا۔ جبتک قادیان کی طاقت کے زیروزبر ہونے سے مل سکتا ہے"

(اخبار وکیل ۲۴ - جنوری ۱۹۱۸ء)

پس آپ ہماری اہمیت کو ایک مصیبت اور بلا کے رنگ میں ہی سہی قبول کرچکے ہیں۔ اور اب یہ کہکر کہ میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہیں مباہلہ سے پیچھے ہٹنے کی کوشش کرنا خلاف انصاف و طریقہ شرافت ہے۔ آپ کے مضمون مندرجہ نظام المشائخ کے بعد میری جماعت میں کوئی کمی نہیں آگئی۔ جس بلا کو دور کرنے کے لئے آپ پہلے تیار تھے وہ بلا اب بھی موجود ہے۔ اور آپ کے چیلنج دینے کے بعد ایک ہزار سے زیادہ آدمی اس میں اور داخل ہو چکے ہیں۔ پس جو کچھ بھی میری جماعت ہے۔ تھوڑی ہے۔ یا بہت۔ اس کے لئے تکلیف سفر برداشت کرنے اور اجمیر تک جانے کا آپ پہلے ارادہ ظاہر کر چکے ہیں۔ اور لاہور اور دہلی۔ اور دہلی اور اجمیر کے فاصلوں میں کچھ زیادہ فرق بھی نہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ اجمیر جانے کے لئے تو آپ کو میری جماعت کی تعداد کا خیال پیدا نہ ہو۔ بلکہ وہ آپ کو اس قدر کافی تعداد میں نظر آوے۔ کہ آپ اس کے فتنہ عظیم سے ہندوستان کو بچانے کے لئے خواجہ اجمیری کے مزار کے عتبہ پر جبہ سائی کے لئے تیار ہوں۔ اور کسی اور مقام پر جانے کے لئے آپ کو میری جماعت کی مردم شماری کی ضرورت پیش آوے۔ اگر کہیں کہ یہ دستخطوں اور پتوں کی شرط تو میں قادیان آنے کے لئے لگاتا ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ قادیان آنے کی دعوت تو اسی صورت میں تھی کہ جب آپ پانچ سو آدمی اپنے ساتھ مباہلہ میں شامل نہ کر سکیں۔ اور پانچ ہزار کی ہنڈوی بطور ضمانت نہ رکھوا سکیں۔ اور جب کہ آپ اس سے بھی زیادہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو قادیان آنے کی ضرورت نہیں۔ لاہور میں ہی مباہلہ ہوگا۔ اور اس مقام کے لئے کسی نئی شرط کی ضرورت نہیں کیونکہ اس مقام کے لئے جس طرح آپ کو سفر کی تکلیف اٹھانی پڑیگی مجھے بھی اور جس طرح آپ کا وقت اور روپیہ صرف ہوگا میرا بھی۔ پس ان دونوں شرطوں کو تسلیم کر کے تو طرفین میں کوئی اختلاف رہتا ہی نہیں۔ اس امر کا فیصلہ آپ پہلے کر چکے ہیں۔ کہ لاہور آکر مباہلہ کرنے میں آپ کے لئے صرف دو شرطیں روک ہیں۔ جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "حاصل مدعا یہ ہے۔ کہ ایک ہزار آدمی کے ساتھ لانے اور پانچہزار روپے جمع کرنے کی شرطوں کو یا تو موقوف کر دیجئے۔ یا میری سابقہ ترمیم کے موافق رکھئے۔ میں لاہور میں آنے اور مباہلہ کرنے کو بالکل آمادہ ہوں"

(خطبہ ۱۴ - جنوری ۱۹۱۸ء)

اور اب آپ خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ شرطیں آپ پوری کر سکتے ہیں۔ پس اگر آپ سچ بول رہے ہیں۔ تو پہلے تصفیہ کے مطابق آپ پانچسو آدمی کی فہرست تیار کر کے بھیجدیں۔ جو آپ کے ساتھ مباہلہ میں شامل ہوگا۔ میں ایک ہزار آدمی ہی ساتھ لاؤنگا۔ اس لئے ایک ہزار کی فہرست آپ کو معہ پتوں اور دستخطوں کے بھیجدونگا۔ اسی طرح آپ پانچہزار روپیہ کی ہنڈوی بطور ضمانت جمع کروانیکی فکر کریں۔ مگر میں انشاء اللہ تعالے نقد روپیہ ہی جمع کروا دونگا۔ مگر یہ ضروری ہوگا کہ ہنڈوی اور روپیہ ایک ایسے شخص کے پاس جمع ہو جس پر دونوں فریق کا اتفاق ہو۔ نہ کہ خواجہ صاحب کے کسی معتبر کے پاس۔ کیونکہ ایسا شخص خواہ کس قدر ہی معتبر ہو۔ جب تک ہمیں اس کی واقفیت نہ ہو۔ ہمیں اسپر تسلی نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ منشی مسعود حسین صاحب ہیں۔ کہ جن کے پاس روپیہ جمع کرانیکا خواجہ صاحب اعلان کرتے ہیں۔ اب گو یہ صاحب نہایت صالح اور نیک اور قابل اعتبار آدمی ہوں۔ مگر چونکہ میں نے ان کا نام پہلے کبھی نہیں سنا اس لئے مجھے اس اعلان سے کہ منشی صاحب موصوف کے پاس خواجہ صاحب نے روپیہ رکھوایا ہے۔ تسلی نہیں ہو سکتی ہے۔ اور ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے کہ خواجہ صاحب یہ اعلان کریں کہ آپ نے خود اپنے پاس ہی روپیہ بطور امانت کے رکھ لیا ہے۔ پس ضروری ہوگا کہ ایسا روپیہ کسی انگریز صاحب کے پاس جو کوئی رتبہ جلیلہ رکھتے ہوں جمع کرا دیا جاوے۔ تا فریقین کو پوری تسلی ہو۔ یا مثلاً کسی سکھ یا ہندو رئیس کے پاس روپیہ رکھوایا جاوے۔ کہ ان مذاہب کا بھی چونکہ اس مباہلہ سے کوئی تعلق نہیں ان پر بھی رعایت کا گمان نہیں ہو سکتا۔

میں خواجہ صاحب کی اس نئی شرط کے متعلق کہ میں ۲۰ ہزار آدمی کے دستخط اور پتے ان کو لکھ کر دوں کچھ اور بھی روشنی ڈالنی چاہتا ہوں۔ تا احباب کو معلوم ہو کہ خواجہ صاحب نے اس شرط کے پیش کرنے میں کس دیانتداری سے کام لیا ہے۔ اول تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں بیس ہزار یا دس ہزار آدمیوں کے دستخطوں اور پتوں سے مباہلہ کو کوئی تعلق ہی نہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ نہیں کہ اس کے امام سے مباہلہ کرنے کے لئے خواجہ صاحب کی پوزیشن کا آدمی۔ جو خود اس بات کا اقراری ہے کہ میں اکیلا سفر کرتا رہتا ہوں۔ کسی مقام کے لئے سفر کرے۔ اور یہ بات ان کے اپنے اقراروں سے ثابت ہے کہ ہماری جماعت خاص اہمیت رکھتی ہے۔ بلکہ قیصر کے فتنہ سے بھی زیادہ ہے۔ جیسا کہ ان کے مضمون مندرجہ نظام المشائخ و اخبار وکیل سے ثابت ہے۔ اور پھر بعد میں بھی اقرار کر چکے ہیں۔ کہ اگر ان کی ایک شرط مان لی جاوے۔ تو ان کو لاہور آنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اور وہ شرط میں تسلیم کر چکا ہوں۔ پس ہماری جماعت کی حیثیت اور تعداد ان کے راستہ میں ہرگز روک نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ بہرحال ہماری جماعت ایک اہم جماعت ہے پچھلے ہی سال ہماری جماعت نے سوا لاکھ روپیہ سے زیادہ ترقی اسلام کے مختلف شعبوں پر خرچ کیا ہے۔ ولایت میں اس کی طرف سے ایک مشن کام کر رہا ہے۔ اسی طرح مارشیس میں اس کا ایک مشن گیا ہوا ہے۔ اس ملک میں بھی ایک درجن سے زیادہ مبلغ کام کر رہے ہیں۔ ایک مدرسہ ہائی ایک مدرسہ عربی۔ ایک کالج عربی

براسے مولوی فاضل کئی اخبارات و رسائل - قریبًا پچاس ابتدائی مدارس کئی صنعتی جماعتیں - یتیم خانہ - مدرسۃ الحفاظ اس کی طرف سے جاری ہیں - طلبائے کالج کے لئے ایک ہوسٹل بھی جاری کیا گیا ہے - پس ایسی جماعت جو دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہے - اس کی طرف سے قریبًا آٹھ اخبارات اور رسالہ جات صرف تبلیغ مذہب کے لئے مختلف زبانوں میں جاری ہیں - اور وہ ایک واجب الاطاعت امام کے ماتحت ہے - اس کی اہمیت میں کیسے شبہ ہو سکتا ہے - کیا یہ چند گنتی کے آدمی ہیں - جو اس قدر بوجھ اٹھا رہے ہیں - اور جن کی طرف سے ممالک غیر میں چار زبانوں میں اخبار نکل رہے ہیں - اور جن کے مشن انگلستان - جیسے گراں ملک میں کام کر رہے ہیں - اور جو سوا لاکھ روپیہ سالانہ محض للّٰہ خرچ کرتے ہیں - خصوصًا جبکہ ہماری جماعت میں آپ کے مریدوں کی مانند نواب اور راجے - اور کروڑ پتی نہیں ہیں - بلکہ عام طور پر غربا اور مساکین ہیں اور ایک قلیل تعداد متوسط الحال لوگوں کی ہے - تو اور بھی ثابت ہو جاتا ہے - کہ اس قدر کارخانہ سوائے لاکھوں کی جماعت کے نہیں چل سکتا - کیونکہ اوسطًا ہر پانچ آدمی میں ایک شخص کمانے والا ہوتا ہے - اور ان کمانے کی قابلیت رکھنے والوں میں سے بھی کئی شخص کماتے نہیں - اور ان لوگوں کا شمار کر کے اوسطًا سات آٹھ آدمی پیچھے ایک آدمی کماتا ہے - اور ہندوستان کی دولت کے حساب سے اوسطًا ایک کمانے والا دس روپیہ ماہوار کماتا ہے - اور غربا کے لئے بعض دفعہ ایک پیسہ ماہوار - یا دو پیسہ ماہوار چندہ دینا بھی مشکل ہوتا ہے - پھر سوا لاکھ روپیہ سے زائد جو ہماری جماعت خرچ کرتی ہے - تو سوال یہ ہے کہ چند گنتی کے آدمی - اور وہ بھی غریب لوگ اس قدر روپیہ کہاں سے لاتے ہیں - ایک لاکھ روپیہ بھی کل مان لیا جاوے - تو بھی اس قدر روپیہ سالانہ ایک غریب جماعت اس وقت تک جمع نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کی تعداد لاکھوں تک نہ پہنچی ہوئی ہو - اور پھر یہ بھی یاد رہے - کہ ہماری جماعت چونکہ ایک ایک اور دو دو کر کے کل ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے - ایک معقول حصہ ایسا بھی رہ جاتا ہے - جن کا چندہ ہمیں پہنچ بھی نہیں سکتا - کیونکہ قلیل رقوم کا پہنچنا نہایت مشکل بلکہ بعض دفعہ ناممکن ہوتا ہے - کبھی چھٹے ساتویں سال ایسے لوگ آ سکیں - تو چندہ اس وقت دے دیتے ہیں - پس ایک لاکھ روپیہ سالانہ چندہ خود بتا رہا ہے - کہ ہماری جماعت لاکھوں کی تعداد میں ہے -

اصل بات یہ ہے کہ خواجہ صاحب خوب جانتے ہیں کہ ہماری جماعت لاکھوں کی تعداد میں ہے - اور انھوں نے ۲۰ ہزار دستخطوں کی شرط ۲۰ ہزار آدمی کے معلوم کرنے کے لئے نہیں لگائی - بلکہ احمدیوں کی مردم شماری کرنے کے لئے - اور انھوں نے ناواقف آدمیوں کو دھوکا دینا چاہا ہے - کیونکہ ان کا اصل سوال تو یہ ہے کہ آیا احمدی ۲۰ ہزار ہیں بھی کہ نہیں - جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ " مجھے یقین ہے کہ مرزا صاحب کی جماعت میں ۲۰ ہزار آدمی بھی نہیں ہیں - وہ تو پانچ لاکھ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر میں صرف ۲۰ ہزار کا ثبوت چاہتا ہوں " اسی طرح لکھتے ہیں کہ " اگر وہ ۲۰ ہزار دستخط اور روپے مہیا نہ کر سکے اور میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک نہیں کر سکتے - کیونکہ محمودی جماعت کی تعداد چند ہزار سے زیادہ ہرگز نہیں ہے " پھر لکھتے ہیں کہ " اگر مرزا محمود احمد صاحب کی جماعت میں واقعی ۲۰ ہزار آدمی ہوں - تو وہ ان کے دستخط اور روپے مذکورہ کمیٹی کے پاس بھیج دیں " لیکن وہ مطالبہ کرتے ہیں - ۲۰ ہزار آدمیوں کے دستخط کا - اب سوال یہ ہے کہ اگر ان کو واقعہ میں یہ شک ہے کہ ۲۰ ہزار آدمی بھی احمدی ہیں - کہ نہیں - تو اس لفظ " دستخط " کے بار بار دہرانے سے کیا مطلب ہے - کیا ان کے خیال میں احمدیوں کے ہاں اگر کوئی بچہ بھی پیدا ہوتا ہے - تو وہ دستخط کرنا جانتا ہے - یا ان کا یہ خیال ہے کہ احمدی سب جوان بالغ ہیں - ان میں کوئی بچہ نہیں - اور اسی طرح یہ کہ ان میں کوئی ان پڑھ نہیں - اگر ان کا یہی خیال ہے تو مہربانی فرما کر وہ کوئی اپنا ایسا بچہ ہمیں بتائیں جو پیدا ہوتے ہی یا ایک دو سال کی عمر میں ہی دستخط کرنے لگ گیا ہو - یا وہ ملک بتائیں - جس میں کسی کے ہاں کوئی بچہ ہی نہ ہوتا ہو - اور جس میں سب کے سب لوگ پڑھے لکھے ہوں - اگر یہ نہیں تو پھر وہ بتائیں کہ قادیان آنے کے لئے اگر انھیں اس بات کے ثبوت کی ضرورت ہے - کہ " ۲۰ ہزار آدمی احمدی " ثابت ہو جاویں تو اس کے لئے دستخط کی شرط کے کیا معنی ہیں - کیا جو دستخط نہ کر سکے وہ آدمی نہیں ہوتا اس طرح تو صحابہ میں سے دو چار سو سے زیادہ آپ کے نزدیک آدمی نہ ہونگے بلکہ نعوذ باللّٰہ من ذالک نفس قائل ھذا القول اس بات کا نتیجہ تو آخر کفر تک پہنچیگا - کیا جو پڑھا لکھا نہ ہو - وہ مومن نہیں ہو سکتا - بیشک چونکہ اس وقت علم کتب میں محفوظ کیا گیا ہے - عالم ہونے کے لئے اس زمانہ میں عمومًا پڑھنے لکھنے کی ضرورت ہے - مگر مومن ہونے کے لئے - تو ہرگز یہ ضرورت نہیں - کانوں کو سن کر انسان اس قدر مسائل یاد کر سکتا ہے - جو ایمان کے لئے ضروری ہیں - پس بیس ہزار آدمی کے احمدی ہونے کے ثبوت کے لئے ۲۰ ہزار دستخطوں کی ضرورت کیونکر ہوئی - ۲۰ ہزار احمدی کا ثبوت تو ایک ہزار دستخطوں سے بھی کافی سے زیادہ مل جاتا ہے - کیونکہ ہندوستان کی تعلیمی حالت اور پھر مسلمانوں کی تعلیمی حالت ایسی ہی ہے - کہ ایک ہزار دستخط ۲۰ ہزار آدمی کے قائم مقام ہیں - خواجہ صاحب آپ دو اخبارات کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں - اور اکثر اخبارات میں مضامین لکھتے رہتے ہیں - آپ کی نسبت یہ خیال کہ آپ ہندوستان کی تعلیمی حالت سے ایسے ناواقف ہیں کہ ۲۰ ہزار آدمی کے ثبوت کے لئے آپ کو ۲۰ ہزار دستخط کے سوا کوئی تدبیر نظر نہیں آتی - درست نہیں ہو سکتا - اصل بات یہی ہے کہ آپ نے ایسی شرط مقرر کی ہے جو ساری جماعت احمدیہ کی مردم شماری کروانے کی برابر ہے - بلکہ اس سے بھی زیادہ - کیونکہ ہندوستان کی آخری تعلیمی رپورٹ کے مطابق سر سٹینلے ریڈ ۱۹۱۷ء کی ئیر بک میں لکھتے ہیں - کہ تعلیم کے لحاظ سے سوائے پیروان مذاہب قدیمہ کے مسلمان سب سے پیچھے ہیں - ان کے ایک ہزار مردوں میں سے صرف انہتر پڑھ لکھ سکتے ہیں - اور ایک ہزار عورتوں میں صرف ۴ پڑھ لکھ سکتی ہیں مسلمانوں

کی یہ حالت زیادہ تر اس باعث سے ہے کہ وہ زیادہ تر شمال مغربی ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں پر تعلیم کی حالت سب مذاہب میں نسبتاً ادنیٰ ہے"۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ مسلمان مردوں میں سے قریباً ۱۵ میں سے ایک شخص لکھ پڑھ سکتا ہے۔ اور مسلمان عورتوں میں سے قریباً اڑھائی سو عورت میں سے ایک عورت لکھ پڑھ سکتی ہے۔ اور یہ بھی اس صورت میں کہ کل ہندوستان کے مسلمانوں کو شامل کیا جاوے۔ ورنہ یہ نسبت اور بھی کم ہو جاویگی۔ کیونکہ اسی رپورٹ کے مطابق بمبئی وسط ہند مدراس۔ صوبہ جات متحدہ میں مسلمان تعلیمی لحاظ سے ہندوؤں کے برابر ہیں۔ اور ہماری جماعت زیادہ تر پنجاب میں ہے۔ جو تعلیم میں سب صوبوں سے پیچھے ہے۔ مگر سب ہندوستان میں برابر تعلیم بھی مانکر اگر ہم پانچ لاکھ احمدیوں میں سے پڑھنے لکھنے کی قابلیت والوں کا اندازہ کریں تو اول تو ہمیں اندازاً ایک لاکھ آدمی ہندوستان کے باہر کا نکال دینا پڑیگا۔ باقی رہے چار لاکھ ان میں سے سرکاری رپورٹ کے مطابق فی دو ہزار بہتر پڑھے لکھے آدمی ملنے چاہئیں کیونکہ مردوں میں فی ہزار اڑسٹھ اور عورتوں میں فی ہزار ۴ پڑھی لکھی ہیں۔ پس دونوں کو ملاکر اور عورت و مرد کی تعداد نصف نصف تسلیم کرکے فی دو ہزار بہتر آدمی پڑھے لکھے بنتے ہیں۔ اس حساب سے سرکاری رپورٹ کے مطابق آپ ۴ لاکھ احمدیوں میں سے کل ۱۴ ہزار ۴ سو پڑھے لکھے آدمیوں کے (عورتوں اور بچوں کو ملاکر) دستخطوں سے یہ مراد ہے۔ کہ آپ ہندوستان میں قریباً ساڑھے پانچ لاکھ کی مردم شماری چاہتے ہیں۔ حالانکہ ہماری جماعت باہر بھی پھیلی ہوئی ہے۔ اور ان کے دستخط کروانے تکلیف مالایطاق ہیں۔ اور افغانستان کی کثیر التعداد جماعت میں سے تو بہت ہی کم دستخط کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کی تعلیمی حالت اور بھی گری ہوئی ہے۔ اور اس ملک کے حالات کے مطابق ان کے دستخط بھی نہیں کروائے جاسکتے۔ پس بیرونی ممالک کے احمدیوں کو اگر شامل نہ کیا جاوے۔ تو آپ ہندوستان میں ۴ لاکھ احمدیوں کی موجودگی میں قریباً ساڑھے پانچ لاکھ احمدیوں کے دستخط چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بھی اس صورت میں جبکہ عورتوں اور بچوں کو شامل کیا جاوے۔ اگر صرف بالغ مردوں کے دستخط کی شرط کی جاوے۔ جیسا کہ آپ کی عبارت کی طرز سے معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں آپ کے مطالبہ کے یہ معنی بنتے ہیں۔ کہ ہم ہندوستان میں سات لاکھ احمدیوں کا ثبوت دیں۔ جسے دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔ کہ ہندوستان میں جس قدر احمدی ہیں۔ ان سے قریباً دگنے احمدیوں کا نشان ہم آپ کو بتائیں۔ جو کام شاید آپ کی مخفی طاقتوں اور غیبی تصرفات سے تو ممکن ہے۔ مگر ہم لوگوں سے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ تدبیر آپ نے اسی وجہ سے سوچی ہے کہ عوام کو دھوکا لگ جاوے۔ کیونکہ ظاہر نظر میں تو ہر ایک شخص یہ سوچیگا۔ کہ ۴۔ پانچ لاکھ کی جماعت میں سے ۲۰ ہزار کے دستخط کروانے کونسے مشکل ہیں۔ مگر درحقیقت نہیں اس مطالبہ کے پورا کرنے کے لئے ہندوستان میں سات لاکھ احمدیوں کی ضرورت ہے اور اگر عورتوں اور بچوں کو بھی شامل کر لیا جاوے۔ تو قریباً ساڑھے پانچ لاکھ احمدیوں کی۔ مگر آپ کی طرز تحریر سے عورتوں اور بچوں کا شمول ثابت نہیں۔ پس آپ نے ایک مغالطہ دینا چاہا ہے۔ جو اس طرز کے بالکل مطابق ہے۔ جو آپ نے شروع سے لے کر آخر تک میرے مقابل میں اختیار کر رکھی ہے۔

کونسا عقلمند اس بات کو جائز قرار دے گا۔ کہ ہم تمام ہندوستان میں گوشہ بگوشہ گاؤں بگاؤں آدمی بھیجکر۔ اور خط و کتابت کرکے تمام پڑھے لکھے احمدیوں کی فہرست تیار کراکر آپ کو دیں۔ اور تب جاکر مباہلہ ہو۔ آخر اس عمل کا فائدہ اور نتیجہ کیا۔ اور آپ نے جو ۲۰ ہزار کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کی غرض بھی یہی ہے کہ جب جملہ سات لاکھ احمدی ہیں ہی نہیں۔ تو یہ دستخط کس سے کروائیں گے۔

پانچویں بات خواجہ صاحب یہ لکھتے ہیں۔ کہ اگر ۲۰ ہزار آدمی کے دستخط اور پتے مہیا نہ کر سکوں۔ تو خواجہ صاحب مجھے دہلی بلوائینگے۔ مگر یہ بات خواجہ صاحب کو شاید بھول گئی ہے۔ کہ ان کے نزدیک کسی شخص کے کسی دوسرے کے گھر پر جاکر مباہلہ کرنے کے لئے ۲۰ ہزار دستخطوں اور پتوں کی ضرورت ہے۔ جو اس بات کا اقرار کریں کہ اس مباہل اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت پر وہ اپنا مذہب ترک کرکے دوسرے کا مذہب قبول کر لیں گے۔ کیا وجہ ہے کہ ان کے قادیان آنے کے لئے تو ضروری ہے۔ کہ میں ۲۰ ہزار کے دستخط اور پتے ان کو دوں اور میرے دہلی آنے کی صورت میں یہ ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس کی کیا وجہ ہے کیا ان کی جماعت کی کثرت کا ثبوت گورنمنٹ کی شہادت سے ثابت ہو گیا ہے۔ اگر میری جماعت گورنمنٹ کی شہادت سے صرف چند ہزار ثابت ہوتی ہے۔ ان کی جماعت کی تعداد کس گورنمنٹ کی شہادت سے کئی لاکھ تک ثابت ہوتی ہے۔ آخر جب آپنے مجھ سے ثبوت طلب کیا تھا۔ تو خود بھی تو ثبوت دینے کی طرف توجہ کرنی تھی۔ میں نے تو جس قدر شرائط مقرر کی ہیں۔ وہ سب کی سب طرفین کے لئے مساوی ہیں۔ قادیان آنے کی دعوت جو آپ کو دی گئی۔ تو وہ بھی اس وجہ سے کہ سفر کے متعلق میرے اور آپ کے حالات میں فرق ہے۔ آپ خود معترف ہیں کہ آپ اکیلے سفر کرتے ہیں۔ اور میں اکیلا سفر نہیں کرتا۔ پھر آپ سفر کے عادی ہیں اور میں نہیں۔ مجھے ایک جماعت کا انتظام قادیان میں رہکر کرنا پڑتا ہے۔ خواہ وہ آپ کے نزدیک چند ہزار کی ہی ہو۔ اور آپ کو دہلی میں رکھنے کا باعث کوئی نہیں۔ پس آپ پر حق ہے کہ آپ قادیان آویں۔ نہ مجھ پر کہ میں دہلی آؤں۔ اور لاہور میں مباہلہ کی صورت میں سب شرائط طرفین کے لئے برابر ہیں۔ اور اب تو لاہور میں مباہلہ کی راہ میں کوئی روک نہیں۔ کیونکہ اب آپ ایک ہزار آدمی کو مباہلہ میں ساتھ شامل کرنے اور پانچہزار روپیہ ضمانت جمع کرا دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ جب آپ کے ساتھ بغیر اس امر کے ثبوت کے کہ آپ کی جماعت چند ہزار کی بھی ہے یا نہیں۔ میں (جس کی جماعت کی نسبت بقول آپ کے گورنمنٹ کی شہادت موجود ہے۔ کہ وہ چند ہزار تک تو ضرور ہے۔ گو کم سے کم دس ہزار۔ کیونکہ آپ کے لاہوری دوست اس بات کے اقراری ہیں۔ کہ میری جماعت ان سے زیادہ ہے) صرف اس قدر آدمی

کے آپ کے ساتھ مباہلہ میں شامل ہونے پر جن سے مباہلہ کا نتیجہ اتفاقی نہ قرار دیا جا سکے۔ اور وسیع الاثر ہو۔ آپ سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں تو آپ کو کیا عذر ہے۔ اور آپ کیوں لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لئے مختلف حیلے اور بہانے تلاش کرتے ہیں۔

چھٹی بات آپ نے یہ لکھی ہے۔ کہ اگر اس آسان فیصلہ کے بعد میں کوئی نیا شاخسانہ نکالوں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ میں مباہلہ سے ڈرتا ہوں اور آپ اس سلسلہ مضامین کو بند کر دیں گے۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ میں نے کوئی نیا شاخسانہ نہیں نکالا۔ بلکہ نئی باتیں ہمیشہ آپ کی طرف سے ہوتی رہی ہیں۔ آپ ہی نے پہلے سب شرائط کو بلا تاویل تسلیم کرنے کا دعویٰ کیا۔ اور صرف ایک شرط پر لاہور مباہلہ کو منظور کیا۔ اور پھر آپ ہی نے پہلے اقرار کے بعد میں شرائط میں تبدیلی کے بغیر مباہلہ سے انکار کیا۔ اور پھر آپ ہی نے ۲۰ ہزار دستخطوں کا نیا مطالبہ پیش کیا۔ حالانکہ ۔۔ دسمبر کے خطبے میں آپ بلا اس شرط کے قادیان آنے کے لئے آمادگی کا اظہار کر چکے تھے۔ پس جب نیا شاخسانہ کھڑا کیا تو آپ نے کیا۔ باقی رہی آپ کی یہ دھمکی کہ آپ مضامین کا سلسلہ بند کر دیں گے۔ سو اس دھمکی کے معرض تحریر میں لانے کی ضرورت نہیں۔ ہم پہلے ہی جانتے ہیں کہ آپ اپنا پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔ اور بہانے کی تلاش میں ہیں۔ کیونکہ اپنوں اور پرایوں میں اس بحث کو چھیڑ کر آپ کو بدنامی حاصل ہوئی ہے۔ آپ تو مضمون نویس ہی ہیں۔ یہ بات تو مجھے کہنی چاہئے۔ کیونکہ مجھے تو اور بہت ضروری کام ہیں۔ لیکن میں صرف اس لئے آپ کے مضامین کا جواب دیتا ہوں۔ تاکہ صوفیا کی جماعت کے بہادران کو بھی تا بحا نہ با ید شائید کا مصداق بنا دیا جاوے۔ تو اس جماعت کو بھی آئندہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ پر منہ کھولنے کی جرأت نہ ہو۔

اب میں آخر میں خواجہ صاحب کو پھر اس امر کی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اس طریق کو چھوڑ کر جو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے مباہلہ کی طرف توجہ کریں۔ اور میں ان کی سہولت کے لئے جو شرطیں کہ پہلے مقرر کر چکا ہوں۔ ان میں اور نرمی کر دیتا ہوں۔ میں نے پچھلے مضمون میں ایک ہزار آدمیوں کی شرط کو نرم کر کے پانسو آدمی رہنے دیئے تھے۔ اور پانچ ہزار کا ۔۔ ضمانتاً رکھنے کو منظور کر لیا تھا۔ اب میں اس خیال سے کہ شاید آپ اس قدر انتظام بھی نہ کر سکتے ہوں یا کرنا نہ چاہتے ہوں صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ ۲ سو آدمی آپ کے ساتھ مباہلہ میں شامل ہوں اور چار ہزار روپیہ کی بجائے ۔۔ آپ ضمانتاً دیدیں۔ اور میں اپنے لئے وہی شرط رکھتا ہوں۔ کہ ایک ہزار آدمی میرے ساتھ مباہلہ میں شامل ہو۔ اور پانچ ہزار روپیہ نقد ضمانتاً میں ثالث کے پاس جمع کروا دونگا۔ اس قدر رعایت کے بعد میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ کوئی اور بہانہ تلاش نہ کریں گے۔ اور اس رعایت کو قبول کا ترنداتا

ظاہر نہ کریں گے۔

اگر آپ کو ۲۰ ہزار آدمی کے دستخط پر ہی اصرار ہے۔ تو گو سرکاری رپورٹ تعلیم کے لحاظ سے ساڑھے پانچ لاکھ آدمی میں سے اس قدر آدمی پڑھے لکھے مل سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی چونکہ احمدیوں میں تعلیم نسبتاً زیادہ ہے۔ میں اس شرط کو بھی اس طور پر منظور کرتا ہوں۔ کہ آپ بھی اپنے مریدوں میں سے اسی قدر آدمیوں کے اس تحریر پر دستخط کروا دیں کہ "ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اقرار کرتے ہیں کہ ہم خواجہ حسن نظامی صاحب کے مرید ہیں۔ اور ان کو اپنا پیشوا اور رہنما جانتے ہیں۔ اور ہم لوگ حلفیہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ اگر مباہلہ مابین خواجہ صاحب و مرزا محمود احمد خلیفہ جماعت احمدیہ میں خواجہ صاحب ایک سال کے اندر ہلاک ہو گئے یا وقت پر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے۔ تو ہم لوگ مطابق فیصلہ قرآن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تمام دعاوی پر ایمان لاویں گے۔ اور مرزا محمود احمد کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اگر ہم اس اقرار میں جھوٹے ہوں تو خدا تعالیٰ کی لعنت ہم پر پڑے"

ایسی قسم کی تحریر اپنے عقائد سے توبہ کرنے کے متعلق میں اپنے مریدین سے بھی دلوا دونگا۔ اس اقرار کے لئے یہ لازمی شرط ہوگی کہ طرفین کی جماعتوں کے دینی و دنیاوی سربر آوردہ آدمیوں کے دستخط بھی منجملہ ۲۰ ہزار کے اس پر ثبت ہوں۔

چونکہ اس قدر دستخطوں کے کروانے میں خاص محنت اور خرچ اٹھانا ہوگا۔ خصوصاً مجھے کہ جس کی جماعت تھوڑی تھوڑی کر کے تمام ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے اس لئے دھوکے سے بچنے کے لئے مندرجہ ذیل احتیاطیں ضروری ہونگی

۱۔ فریقین تین تین ہزار روپیہ معتبروں کے پاس جمع کروا دیں۔ جو بصورت ایک فریق کے ۲۰ ہزار دستخط مہیا نہ کر سکنے کے دوسرے فریق کے نقصان کے حرجانہ میں اس فریق کا روپیہ جو اس قدر تعداد کے دستخط نہ کرا سکا ہو حوالہ کر دینگے۔

۲۔ فریقین دستخطوں اور پورے پتوں کے کاغذات ان تین معتبروں کے حوالہ کر دیں گے جن پر فریقین کا اتفاق ہوگا۔ اور جن کے پاس روپیہ جمع کروایا گیا ہوگا۔

۳۔ ان کاغذات پر سند کے لئے ہر صفحہ پر دستخط کر کے معتبرین ایک فریق کے کاغذ دوسرے فریق کو دیدیں گے۔ (یہ فہرست بالکل صاف لکھ کر معتبرین کو دی جاویگی۔ جو ہر ایک کٹی ہوئی جگہ پر اپنے دستخط یا انیشل ثبت کریں گے۔ اور کوئی کٹی ہوئی جگہ جس پر معتبرین کے دستخط نہ ہوں۔ بعد کی زیادتی تصور کی جاویگی۔)

۴۔ اگر ان دستخطوں میں سے بعض دستخط جعلی ثابت ہوں۔ یا دھوکے سے کروائے گئے ہوں تو جس قدر دستخطوں کی نسبت یہ ثابت ہو جائے۔ ان کے متعلق فی دستخط دس روپیہ فریق مخالف کو بطور تاوان اس فریق کو دینے ہونگے۔ جس کی طرف سے وہ دستخط پیش ہوئے ہوں۔ اور یہ رقم اس تین ہزار کی رقم سے۔ جو ثالثوں کے پاس پہلے سے جمع کرا دی گئی ہوگی۔ کاٹ لی جاویگی۔ اور ثالثوں کو پہلے تحریر دیدی جاویگی کہ وہ ثبوت ملنے پر وہ رقم فریق مخالف کو دیدیں۔ اس جمع شدہ رقم سے اگر زیادہ دینی لازم آوے۔ تو اس کے متعلق بھی ایک ۔۔ تحریر ثالثوں کو دیدی

جاویگی۔ کہ فریق ثانی اس رقم کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

۵- اگر کوئی فریق مباہلہ پر حاضر نہ ہو۔ یا حاضر ہو کر اس سے گریز کر جاوے۔ تو تینوں ثالث حلفیہ شہادت اس امر کی دیں گے۔ اور اس سے سمجھا جاویگا۔ کہ اس کے دل پر صداقت کا رعب غالب آگیا ہے۔ اور تسلیم کیا جاویگا۔ کہ وہ فریق جیتا ہے اور اس کی طرف سے دستخط کرنے والوں کو حسب اپنی تحریر کے اپنے عقائد سے توبہ کرنی ہوگی۔

چونکہ یہ احتیاطیں دھوکے سے بچنے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ اور ان کا اثر آپ کی نسبت مجھ پر زیادہ پڑتا ہے۔ کیونکہ میری جماعت تھوڑی بہت کر کے تمام ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان کے قبول سے گریز نہ کرینگے اور ان کا نام نئی نئی قیود نہ رکھینگے۔ کیونکہ ان کے بغیر کیا ثبوت ہے۔ کہ ایک فریق کے دو ہزار آدمیوں کے پتے دے دینے کے بعد دوسرا فریق پہلو تہی کر جاوے۔ اور خواہ مخواہ کا نقصان پہنچاوے۔ اس صورت میں ایک ہزار یا چار سو آدمی ساتھ لانے اور دو ہزار روپیہ جمع کروانے کی شرائط اڑا دی جاوینگی۔ اور یہی شرائط کافی ہونگی۔ مگر ان دو پہلی شرطوں کے علاوہ باقی سب شرائط اسی طرح رہینگی۔ اور اگر آپ ان پہلی شرائط کے آسان ہو جانے کی وجہ سے انہی کو پسند کریں۔ تو وہی قائم رکھی جاوینگی۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں آپ پوری نہ کر سکتے ہوں۔ تو پھر ایک اور صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ تین ثالثوں کے پاس جو فریقین کے مشورہ سے مقرر ہوئے ہوں تین ہزار روپیہ جمع کروا دیتا ہوں۔ اس کے بعد ایک معین عرصہ میں مثلاً تین ماہ میں آپ ۲ ہزار آدمیوں کے دستخط اس عبارت پر جو اوپر لکھی گئی ہے ثبت کر کے مع ان کے پتوں کے ثالثوں کو دیدیں۔ ان سے وہ فہرست اگر وہ فہرست صحیح ثابت ہو جاوے۔ تو ہم اسی قدر عرصہ میں ۲ ہزار آدمیوں کے دستخط اور پتے مع تحریر مذکورہ بالا کے دیدیں گے۔ اگر ہم ۲ ہزار دستخط نہ کرا سکیں۔ تو ہمارا جمع شدہ روپیہ آپ کو مل جاویگا۔ جعلی یا بناوٹی یا دھوکے سے حاصل کردہ دستخطوں کے متعلق وہی شرط ہوگی جو اوپر لکھی گئی ہے۔ اس طرح آپ کو روپیہ بھی جمع نہ کروانا پڑے گا۔ اور سب فیصلہ ہم پر ہی رہیگا۔ لیکن اگر ان صورتوں میں سے کوئی بھی آپ کو نامنظور ہو۔ تو پھر میں آپ کو یہی کہونگا۔ کہ آپ قادیان آجاویں۔ اور اپنے دل کی بھڑاس نکال لیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس امر کے تسلیم کرنے کے سوا کہ میری اور آپ کی حیثیت میں ایک بین فرق ہے۔ کوئی چارہ نہیں۔ اور ہر عقلمند اور بے تعصب انسان۔ جو خواہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کا انکار نہیں کرے گا۔ میں ایک جماعت کا خواہ وہ چند ہزار ہی ہو۔ بحسب الاطاعت امام ہوں۔ اور آپ کسی ایسی جماعت کے امام نہیں۔ آپ سفر کرنے کے عادی ہیں اور ادھر ادھر چکر لگاتے پھرتے ہیں۔ میرا یہ حال نہیں۔ آپ کے ساتھ کوئی ایسا کام دہلی میں وابستہ نہیں جس میں حرج ہوتا ہو۔ جیسا کہ آپ کے سفروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور میرے متعلق بہت سے تعلیمی اور انتظامی کام ہیں۔ جن کی وجہ سے حتی الامکان قادیان میں میری موجودگی ضروری ہے۔ آپ کا یہ معاملہ نہیں۔ میرے سفروں میں بہت زیادہ اخراجات اور لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ آپ کے ساتھ یہ معاملہ نہیں۔ جیسا کہ آپ خود اقرار کر چکے ہیں۔ اور سب سے آخر مگر سب سے اول یہ بات ہے۔ کہ آپ بلا کسی شرط کے قادیان آنا قبول کر چکے ہیں۔ اور انسان وہ ہے۔ جو اپنی بات سے نہ پھرے۔ پس آپ قادیان آجاویں۔ میں نے جو وعدے کئے ہیں۔ ان کے پورا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ہر مناسب ضمانت دینے پر آمادہ ہوں۔ ہاں اگر آپ نے قادیان آنا ہو۔ تو پندرہ دن پہلے اطلاع دے دیں۔ تاکہ اس عرصہ میں اس علاقہ کے بعض غیر احمدی ہندو اور سکھ معززین کو اس تاریخ پر یہاں مدعو کر لیا جاوے۔ تاکہ وہ سب کارروائی کے گواہ رہیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ آپ خاموشی سے یہاں آجاویں۔ اور واپس جا کر اعلان کر دیں۔ کہ میں وہاں بھی گیا اور مجھ سے مباہلہ نہیں کیا۔ بعض غیر متعلق گواہ موجود ہونے ضروری ہیں۔ تاکہ وہ اصلی واقعات کی شہادت دے سکیں۔ آپ کے اور آپ کے اہل و عیال کی رہائش اور آرام کا میں ذمہ وار ہوں۔ اور جیسا کہ لکھ چکا ہوں۔ آپ کے اخراجات کے علاوہ دس اور ساتھیوں کا خرچ میں ادا کرونگا۔ اور آپ کو انشاء اللہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی قادیان

۱۵ فروری ۱۹۱۸ء

نامۂ لنڈن

ایک لیڈی کا مشرف باسلام ہونا

تازہ بشارت اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ ہے کہ ایک لیڈی بنام مس رچرڈس جس کو مفتی محمد صادق صاحب اور بعض اور احباب نے تبلیغ کی تھی مشرف باسلام ہوئی۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا کرے۔

گذشتہ اتوار کے روز زیر اہتمام اسلامک سوسائٹی لنڈن جس کے صدر نشین عبد المجید صاحب بیرسٹر ایٹ لا ہیں۔ ایک شاندار جلسہ دعوتی صوفی ہاوس میں ہوا جو آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی تشریف آوری بحیثیت ممبر انڈیا کونسل کے اعزاز میں منعقد کیا گیا۔ انگریز نو مسلم اور باقی احباب اس میں شریک ہوئے۔ سب نے نہایت گرمجوشی سے صاحب موصوف کا خیر مقدم کیا۔ امید ہے کہ ان کی ممبری کے وجود سے علاوہ اپنے پولیٹیکل فرائض کے جماعت اسلام کو دینی رنگ میں بھی فائدہ پہنچیگا۔ کیونکہ انھوں نے اپنے دوران تقریر میں نہایت ہمدردی سے مسلمانوں کی بے بسی کا اظہار تاسف کرتے ہوئے۔ اور نہایت خلوص سے جملہ برادران اسلام کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس وقت مسلمانوں کی ترقی کا راز قرآن کریم کے مطابق عمل پیرا

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا